معالم السنن میں امام خطابیؒ کا منہج واسلوب

The methodology and stylistics of Maalim-us-Sunan

☆ شہزادہ عمران ایوب

☆☆ ڈاکٹر محمد اعجاز

Abstract:

The status of Ma'lim-us-Sunan is very high in explanations of Sunan Abu Dawood because it is considered first explanation of Sunan Abu Dawood. Imam Khattabi has adopted such a fine method in it that with the literal explanation of words and description of jurisprudential commandments he has also collected in it sayings of Salaf-us-Saalih, Arabian proverbs, different opinions of various scholars, grammatical rules and Jarh-o-ta'deel etc. To add, he, as a specially, Ahadith and quotations of Sahabah and scholars, has made provision to describe with his chain of narrators. Due to this, the book has adopted the basic primary status of Hadith knowledge. And further, because of these chains of narrators this book has adopted the form of reference source in matter of teachers identification of Imam Khattabi. Due to all these qualities undoubtedly the way this book was a need of scholars and researchers of every era, in the same way the scholars can never be exempted from this today.

علم حدیث میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں میں محدث ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب، المعروف امام خطابیؒ (م ۳۸۸ھ) بھی ہیں۔ آپ پیدا تو افغانستان کے شہر ''بست'' میں ہوئے لیکن طلبِ علم کے لئے شرق وغرب کے اکثر وبیشتر شہروں کا سفر کیا حتی کہ علم حدیث میں امام بن گئے اور آپ کا شمار ائمہ حدیث میں ہونے لگا۔ آپ نہ صرف محدث تھے بلکہ فقیہ، ادیب، شاعر اور بطور لغوی بھی معروف تھے۔

حدیث کے حوالے سے آپ کی خدمات اس لحاظ سے منفرد وممتاز ہیں کہ چند امور کی انجام دہی میں

☆ ریسرچ سکالر، پی ایچ۔ڈی، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

☆☆ ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

ضرورت محسوس نہیں کرتے جیسا کہ سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ میں " باب کیف المسح "کی کسی حدیث پر بھی آپ نے کلام نہیں فرمایا۔ اور اگر کسی کتاب کی تمام احادیث کا ہی مفہوم واضح ہوتو بعض اوقات آپ پوری کتاب بھی ترک کر دیتے ہیں جیسا کہ کتاب الحروف اور کتاب الحمام ہے۔ یہ دونوں کتب سنن ابوداود میں تو موجود ہیں لیکن معالم السنن میں موجود نہیں۔

تشریح اسلوب:

تشریح کے لئے امام خطابیؒ نے جو منہج واسلوب اختیار فرمایا ہے اسے درج ذیل مختلف نکات کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

☆ **حدیث کے بعد اوّلاً لغوی شرح:** بالعموم امام خطابیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ سند سمیت حدیث کا متن ذکر کرتے ہیں۔ پھر حدیث پر کسی بھی قسم کے کلام سے پہلے حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔ اس کے بعد فقہی احکام اور شرعی آداب پر بحث کرتے ہیں۔ جیسا کہ مقدمہ کے بعد کتاب کے آغاز میں آپ نے پہلی حدیث کی تشریح میں یہی اسلوب اختیار فرمایا ہے۔ (۴)

☆ **لغوی شرح کے بغیر حدیث پر کلام:** اگر کسی حدیث میں کوئی غریب و مشکل لفظ نہ ہوتو امام خطابیؒ حدیث کے فوراً بعد اس کے فقہی مسائل یا دیگر فوائد پر بھی کلام شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ''اللہ تعالیٰ نہ وضوء کے بغیر نماز قبول کرتا ہے اور نہ ہی خیانت کے مال سے صدقہ قبول کرتا ہے''۔ (۵) کے بعد امام خطابیؒ نے بغیر کسی لغوی شرح کے صرف فقہی مسائل کے بیان پر ہی اکتفاء فرمایا ہے۔ (۶)

☆ **لغوی اصل اور لفظی اشتقاق کا بیان:** اکثر مقامات پر امام خطابیؒ غریب و مشکل کلمات کی شرح کرتے ہوئے ان کی لغوی اصل بھی بیان کرتے ہیں اور اسی طرح اکثر و بیشتر یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ لفظ کس سے مشتق ہے۔ چنانچہ جس حدیث میں ہے کہ " ان هذه الحشوش محتضرة ... '' ''یہ بیت الخلاء جنوں اور شیطانوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں''، (۷) اس کے بعد امام خطابیؒ نے یہ نقل فرمایا ہے کہ ''حشوش سے مراد بیت الخلاء ہیں اور حش کی اصل ہے 'گھنے کھجور کے درختوں کا ایک بہت بڑا جھنڈ' اور گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے لوگ انہی مقامات میں قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے (اسی لئے اب حشوش کا لفظ بیت الخلاء کے لئے مستعمل ہے) اور اس لفظ میں دو لغات ہیں؛ حَش اور حُش''۔ (۸) اور ایک دوسرے مقام پر لفظ ماعون کی توضیح میں نقل فرمایا کہ ''بعض اہل لغت کا گمان ہے کہ لفظ ماعون مشتق ہے معن سے اور معن ایسی چیز کو کہتے ہیں جو

نقل فرماتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ''اور (تم میں سے کوئی اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے''(۱۵) نقل کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ ''ولا یستطب بیمینہ'' سے مراد یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اور استنجاء کو استطابہ کا نام اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ اس میں ازالۂ نجاست اور بدن میں نجاست کے مقام کو پاک کرنا ہے... اور یہاں طیب کا معنی طہارت ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ((فَتَیَمَّمُوا صَعِیْدًا طَیِّبًا)) ''پس تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔''(۱۶)

☆ **احادیث سے استشہاد:** بعض اوقات امام خطابیؒ بطورِ استشہاد احادیث بھی نقل فرماتے ہیں اور ایک حدیث کی تفسیر دوسری حدیث سے بھی کرتے ہیں جیسا کہ ایک مقام پر آپ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے ''جس نے قسم کھائی ((فاستثنی)) اور ان شاءاللہ کہا تو چاہے وہ اپنی قسم کو پورا کرے یا نہ کرے، قسم نہیں ٹوٹے گی۔''(۱۷) اس کے تحت آپ نے ذکر فرمایا ہے کہ ''نبی ﷺ کے اس فرمان ''اور ان شاءاللہ کہا'' سے مراد یہ ہے کہ اپنی زبان سے بول کر ان شاءاللہ کہا نہ کہ محض دل سے، کیونکہ اسی حدیث میں ابوداود کی روایت کے علاوہ (یہ لفظ موجود ہیں کہ)((فقال ان شاء اللہ)) ''جس نے قسم کھائی اور ان شاءاللہ کہا''(۱۸) (یعنی) ان شاءاللہ کو قول کے ساتھ معلق کیا گیا ہے۔''(۱۹)

☆ **اشعار سے استشہاد:** بعض اوقات امام خطابیؒ اپنے بیان کردہ معنی کی تائید میں اشعار بھی نقل فرماتے ہیں جیسا کہ ایک مقام پر ایک حدیث یہ مذکور ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نماز عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے ((حتی تخفق رؤوسھم)) ''حتی کہ ان کے سر (نیند کی وجہ سے) جھک جاتے تھے۔'' پھر وہ نماز پڑھ لیتے اور (دوبارہ) وضوء نہ کرتے تھے۔''(۲۰)

اس حدیث کے الفاظ ''حتی تخفق رؤوسھم'' کی تشریح میں آپ نے نقل فرمایا ہے کہ ''تخفق رؤوسھم'' کا معنی یہ ہے کہ ان کی گردنیں ان کے سینوں پر گر پڑتی تھیں اور یہ حالت صرف سخت نیند کے باعث ہی طاری ہوتی ہے، ذوالرمہ نے رات کی پوشیدگی اور غلبہ نیند کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ((وخافق الرأس وسط الکور قلت لہ زع بالزمام وجوف اللیل مرکوم)) ''اور سر نے جھکا دیا پگڑی کے درمیانی حصے کو تو میں نے اس سے کہا، لگام تھامے رکھ اس حال میں کہ رات بہت تاریک ہے''۔(۲۱)

☆ **امثالِ عرب سے استدلال:** بعض مقامات پر امام خطابیؒ دورانِ شرح ضرب الامثال بھی ذکر فرماتے ہیں چنانچہ مختلف احادیث کی شرح کے دوران آپ نے بطورِ استدلال ضرب الامثال ذکر فرمائی ہیں ان

رکوع وسجود اور اس کے دیگر حقوق کی پوری ادائیگی نہ کرسکے۔"(۳۰)

☆ **اصطلاحاتِ حدیث کا بیان:** امام خطابیؒ نے معالم السنن میں بہت سی اصطلاحاتِ حدیث بھی ذکر فرمائی ہیں۔ چنانچہ کتاب کے مقدمہ میں بالاختصار کچھ اصطلاحات ذکر فرمائی ہیں اور کچھ کا ذکر آپ نے کتاب کے دوران کیا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں آپ نے حدیث کی اقسام (صحیح حدیث، حسن حدیث اور سقیم حدیث) کا ذکر فرمایا ہے اور پھر ضعیف کی انواع بیان کرتے ہوئے موضوع، مقلوب اور مجہول کا ذکر کیا ہے۔(۳۱) اسی طرح مقدمہ میں ہی آپ نے خبر اور اثر کی اصطلاح بھی ذکر فرمائی ہیں۔(۳۲) پھر آپ نے کتاب کے دوران متعدد مقامات پر مرفوع، موقوف، منقطع اور مرسل وغیرہ کی اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں۔ اسی طرح بعض مقامات پر محفوظ، شاذ، مضطرب، مدرج اور مخضرم وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے۔

☆ **حدیث کی اہمیت کا بیان:** بعض اوقات امام خطابیؒ حدیث نقل کرنے کے بعد ایسی عبارات بھی نقل کرتے ہیں جن سے اس حدیث کی اہمیت یا اس کے مضامین کی عظمت ظاہر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ "حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ اُمور ہیں... پس جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بھی بچالیا اور جو شبہات میں واقع ہو گیا وہ حرام میں واقع ہو گیا۔"(۳۳)

اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ "یہ حدیث تقویٰ و پرہیزگاری اور جس شک وشبہ سے بچنا انسان پر لازم ہے اس کے بارے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔"(۳۴)

اسی طرح صلح حدیبیہ کے بارے میں تفصیلی حدیث نقل کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ "اس حدیث نے متعدد آداب وسنن اور فقہ واحکام کو (ایک جگہ) جمع کر دیا ہے۔"(۳۵)

☆ **اختصار کی روش:** اکثر مقامات پر امام خطابیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ اختصار سے کام لیتے ہیں، چنانچہ کبھی آپ ایسا کرتے ہیں کہ اختصار کی غرض سے حدیث کے صرف ایک ہی لفظ کی شرح پر اکتفاء کرتے ہیں۔(۳۶) کبھی آپ ایسا کرتے ہیں کہ حدیث میں موجود کسی ایک فقہی مسئلہ کے بیان پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں۔(۳۷) کبھی آپ متنِ حدیث میں موجود کسی غلطی کی اصلاح پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں۔(۳۸) کبھی آپ ایسا کرتے ہیں کہ اختصار کے پیشِ نظر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کی تفصیل ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔(۳۹) اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم اس پر آئندہ کلام کریں گے۔(۴۰) نیز کبھی اختصار کی غرض سے آپ یہ اسلوب اختیار کرتے ہیں کہ اپنی

کبھی آپ اس وجہ سے تفصیل سے کام لیتے ہیں کہ اُس دور کے حالات وواقعات کی تفصیل بیان کرنا مقصود ہوتا ہے کہ جس میں وہ حدیث بیان کی گئی تھی تاکہ اس کا مفہوم سمجھنے میں آسانی رہے۔ چنانچہ کتاب زکوٰۃ کے آغاز میں آپ نے تفصیل سے اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہوگئے تھے اور ان کی مختلف اقسام بیان کرتے ہوئے تفصیل سے اس دور کے حالات بیان فرمائے ہیں۔ (۴۹)

کبھی آپ اس لئے تفصیل بیان کرتے ہیں کہ امام ابوداودؒ نے کہیں مختصر حدیث بیان کی ہوتی ہے تو اس کی تکمیل کے لئے پہلے آپ شرح میں پوری حدیث بیان کرتے ہیں پھر اس کے احکام وفوائد پر بحث کرتے ہیں، چنانچہ کتاب الجہاد، باب فی صلح الحدیبیہ کے تحت ایسا کرنے کے بعد آپ نے نقل فرمایا ہے کہ ''ابوداودؒ نے یہ حدیث نہایت اختصار سے بیان کی ہے کہ اس حدیث کے فوائد کا ایک حصہ ہی مفقود ہوگیا ہے، تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس حدیث اور قصے کو اس کی اصل حالت میں ذکر کروں اور اس میں موجود سنن ومعانی کو بیان کروں تاکہ اس کے علم سے فائدہ اٹھایا جائے (واللہ الموفق)۔'' (۵۰)

☆ **اغلاط کی اصلاح:** معالم السنن میں امام خطابیؒ نے محدثین کی اغلاط کی اصلاح کا بھی اہتمام فرمایا ہے جیسا کہ سنن ابوداود کی پہلی حدیث ((کان اذا اراد البراز انطلق حتی لا یراہ احد)) ''آپ ﷺ کو جب پیشاب، پاخانے کی حاجت ہوتی تو آپ (آبادی سے) دور چلے جاتے حتی کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔'' (۵۱) کی شرح کرتے ہوئے آپ نے نقل فرمایا ہے کہ

''لفظ البراز باءِ مفتوحہ کے ساتھ وسیع وکشادہ زمین کا نام ہے، اہل عرب نے اسے انسان کی حاجت سے کنایہ کے طور پر استعمال کیا ہے جیسا کہ لفظ خلاء کو بھی اسی طرح کنایۃً استعمال کیا ہے، تبرز الرجل اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو، اور اکثر راوی لفظ براز کی باء پر زیر پڑھتے ہیں اور وہ غلط ہے، اس لئے کہ براز (باء کی زیر کے ساتھ) جنگ میں دعوتِ مبارزت دینا (بارز) سے مصدر ہے'' (۵۲)

☆ **درجہ حدیث کا بیان:** بعض مقامات پر امام خطابیؒ نے درجہ حدیث کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔ جیسا کہ کتاب الطہارۃ میں امام ابوداودؒ نے ایک روایت یہ نقل فرمائی ہے کہ ((ان تحت کل شعرۃ جنابۃ فاغسلوا الشعر وانقوا البشر)) ''بیشک ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہٰذا تم بالوں کو (اچھی طرح) دھولو اور چمڑے کو خوب صاف کرو۔'' (۵۳) اس کی شرح کرتے ہوئے آپ نے نقل فرمایا ہے کہ ''یہ حدیث ضعیف ہے

- یا ((ذکر الحدیث)) ''اس نے (ساری) حدیث کو ذکر کیا۔''(۶۳)
- یا ((ذکر باقی الحدیث)) ''اس نے باقی حدیث کو ذکر کیا۔''(۶۴)

آپ غالباً ایسا اختصار کی غرض سے ہی کرتے ہیں جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر آپ کی یہ عبارت بھی اس پر شاہد ہے ((قال ابو داود ... عن جابر بن عبد اللہ ۔ رضی اللہ عنہما ۔ وساق الحدیث الطویل فی قصة حج النبی ﷺ فالتقطت منه مواضع الحاجة الی التفسیر والتاویل وترکت سائره اختصارا و کراهة للتطویل)) ''امام ابوداودؒ نے جابر بن عبداللہؓ سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں طویل حدیث نقل فرمائی ہے لیکن میں نے اس سے صرف وہ مقامات منتخب کئے ہیں جو تفسیر وتشریح کے محتاج ہیں اور میں نے اختصار کی غرض سے اور طوالت کو ناپسند کرتے ہوئے باقی ساری حدیث کو ترک کر دیا ہے۔''(۶۵)

☆ تاہم اگر کہیں اختصار کے برعکس طویل متن نقل کرنے کی ضرورت ہو تو آپ طوالت بھی اختیار فرماتے ہیں جیسا کہ آپ نے قصہ حدیبیہ کے متعلق طویل حدیث کا متن نقل فرمایا ہے۔(۶۶) اسی طرح اس مخزومی عورت کے متعلق قصے کا بھی متن نقل فرمایا ہے جو لوگوں سے اُدھار لیا کرتی تھی اور پھر اس کا انکار کر دیتی تھی۔(۶۷)

☆ اگر کسی جگہ آپ ایک حدیث کو دوسری بار کسی دوسری سند کے ساتھ ذکر کریں لیکن متن کے الفاظ دونوں کے ایک جیسے ہی ہوں تو پھر آپ صرف ان الفاظ پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں ((مثلـــه)) ''اس کی مثل۔''(۶۸)

اسناد نقل کرنے کا اسلوب:

☆ امام خطابیؒ ہر حدیث سے پہلے امام ابوداودؒ کی سند ذکر کرتے ہیں اور پھر حدیث کا متن ذکر فرماتے ہیں۔

☆ بعض اوقات آپ شرح کے دوران اپنی سند سے بھی احادیث نقل فرماتے ہیں۔(۶۹)

☆ آپ صرف مرفوع احادیث کی ہی سند ذکر نہیں فرماتے بلکہ آثارِ صحابہ، اقوالِ تابعین، اقوال ائمہ لغت حتی کہ بعض اشعار بھی آپ پوری سند کے ساتھ ہی ذکر فرماتے ہیں جیسا کہ کتاب کا اکثر حصہ اس کا ثبوت ہے۔

☆ ((حدثونا عن محمد بن محمد بن يحيى)) ''انہوں نے ہمیں محمد بن محمد بن یحیٰی سے بیان کیا۔''(۷۷)

☆ ((حدثونا به عن على بن عبد العزيز)) ''انہوں نے ہمیں یہ بات علی بن عبدالعزیز سے بیان کی ہے۔''(۷۸)

بعض اوقات آپ فقہی مسائل بیان کرتے ہوئے بھی بعض مبہم اہل علم کے اقوال نقل فرمادیتے ہیں جیسا کہ بعض مقامات پر آپ نے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں کہ ((قال بعض أهل العلم)) ''بعض اہل علم نے فرمایا۔''(۷۹)

امام خطابیؒ نے علماء کا نام مبہم کیوں رکھا اس کے متعلق بالجزم کوئی بات نہیں کہی جاسکتی کیونکہ آپ نے خود اس کی کوئی وضاحت نہیں فرمائی۔ (واللہ اعلم)

نامکمل اسماء کا ذکر:

بعض اوقات امام خطابیؒ علماء کے غیر مستعمل اور نامکمل اسماء بھی ذکر فرمادیتے ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ کے متعلق اکثر مقامات پر آپ نے صرف یہی الفاظ ذکر فرمائے ہیں کہ ''محمد بن اسماعیل''(۸۰)۔ البتہ بعض مواقع پر آپ نے پورا اور مستعمل نام بھی ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ایک مقام پر آپ نے نقل فرمایا کہ ((قال محمد بن اسماعيل البخارى)) ''محمد بن اسماعیل بخاری نے فرمایا۔''(۸۱) اسی طرح ایک جگہ یوں نقل فرمایا کہ ((وقد رواه محمد بن اسماعيل البخارى فى الجامع الصحيح)) ''اور محمد بن اسماعیل بخاری نے الجامع الصحیح میں فرمایا ہے۔''(۸۲)

علاوہ ازیں آپ نے امام ترمذیؒ کے متعلق بھی بعض مقامات پر صرف ابوعیسیٰ کا لفظ ہی استعمال فرمایا ہے جیسا کہ ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ((و كتاب ابى عيسى)) ''اور ابوعیسیٰ کی کتاب۔''(۸۳) لیکن بعض مقامات پر ان کا پورا نام بھی ذکر فرمایا ہے اور یوں نقل فرمایا ہے کہ ((قال ابو عيسى الترمذى)) ''ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا۔''

اسی طرح ایک جگہ آپ نے داود ظاہریؒ کے لئے صرف داود اور امام ابن جریر طبریؒ کے لئے صرف محمد بن جریر کا لفظ بھی استعمال فرمایا ہے۔(۸۵)

اس کا اصل سبب تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ آپ نے ایسا اس لئے کیا ہو کہ یہ

بلاغات کا بیان:

بلا سند اور منقطع روایات نقل کرنے کا ایک اسلوب امام خطابیؒ نے یہ اختیار کیا ہے کہ آپ ''بلغنی'' کا صیغہ استعمال فرماتے ہیں، یعنی کہ مجھے (فلاں سے) یہ بات پہنچی۔ اس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

☆ ((بلغنی عن ابن کیسان النحوی)) ''ابن کیسان نحوی سے مجھے یہ بات پہنچی۔''(۹۶)

☆ ((بلغنی عن ابی العباس بن شریح)) ''ابوالعباس بن شریح سے مجھے یہ بات پہنچی۔''(۹۷)

☆ ((بلغنی عن الطحاوی)) ''طحاوی سے مجھے یہ بات پہنچی۔''(۹۸)

حاصل بحث:

سنن ابوداود کی شروح میں معالم السنن کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے کیونکہ یہ سنن ابوداود کی پہلی شرح شمار کی جاتی ہے۔ اس میں امام خطابیؒ نے ایسا عمدہ اسلوب اختیار فرمایا ہے کہ الفاظ کی لغوی تشریح اور احادیث میں موجود فقہی احکام ومسائل کے بیان کے ساتھ ساتھ اقوالِ سلف، امثالِ عرب، شرعی آداب، اختلافی آراء، نحوی قواعد، صرفی اوزان، اصطلاحاتِ حدیث اور جرح وتعدیل جیسے دیگر بہت سے علمی فوائد بھی یکجا کر دیئے ہیں۔ نیز آپ نے اس میں بطورِ خاص احادیث وآثار اور ائمہ وعلماء کے اقوال کو اپنی سند سے ذکر کرنے کا بھی اہتمام فرمایا ہے کہ جس کے باعث یہ کتاب علومِ حدیث میں بنیادی مصدر کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ نیز ان اسناد کے ذکر سے یہ کتاب امام خطابیؒ کے شیوخ کی معرفت کے سلسلے میں بھی اہم مرجع بن گئی ہے۔ ان خصائص کے باعث بلاشبہ یہ کتاب جیسے گذشتہ دور میں علماء ومحدثین اور محققین کی ضرورت رہی ہے ویسے آج بھی اہل علم اس سے ہرگز مستغنی نہیں ہو سکتے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابوداود، مطبوعہ دار السلام ریاض، ۱۴۲۰ھ، کتاب الصلاۃ، باب اذا اخر الامام الصلاۃ عن الوقت (رقم الحدیث: ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴)۔

(۲) خطابی، ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم، معالم السنن، تحقیق: محمد راغب الطباخ، مطبع علمیہ حلب، ۱۳۵۱ھ، (۱/۱۳۵)۔

(۲۵) سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب الرخصۃ فی ترک الغسل یوم الجمعۃ (رقم الحدیث:۳۵۴)۔

(۲۶) معالم السنن (۱/۱۱۱)۔

(۲۷) جامع ترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء فی سؤر الھرۃ (رقم الحدیث:۹۲)۔

(۲۸) معالم السنن (۱/۴۱)۔

(۲۹) مسلم بن حجاج، ابوالحسن القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، مطبوعہ دارالسلام ریاض، ۱۴۱۹ھ، کتاب المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذى يريد أكله فى الحال ...(رقم الحدیث: ۵۶۰)۔

(۳۰) معالم السنن (۱/۴۵)۔

(۳۱) ایضا (۱/۶)۔

(۳۲) ایضا (۱/۳)۔

(۳۳) سنن ابوداود، کتاب البیوع، باب فی اجتناب الشبھات (رقم الحدیث:۳۳۲۹، ۳۳۳۰)۔

(۳۴) معالم السنن (۳/۵۶)۔

(۳۵) ایضا (۲/۳۲۵)۔

(۳۶) ایضا (۴/۱۱۴)۔

(۳۷) ایضا (۱/۵۶)۔

(۳۸) ایضا (۴/۲۲۵)۔

(۳۹) ایضا (۴/۱۵۶)۔

(۴۰) ایضا (۳/۱۴۶)۔

(۴۱) ایضا (۴/۱۳۱)۔

(۴۲) سنن ابوداود، کتاب الفرائض، باب فی میراث ذوی الارحام (رقم الحدیث:۲۹۰۱)۔

(۴۳) معالم السنن (۴/۹۸، ۹۹)۔

(۴۴) ایضا (۱/۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴)۔

(۴۵) سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب الوضوء بماء البحر (رقم الحدیث:۸۳)۔

(۶۹) ایضا (۶۰/۱)۔

(۷۰) ایضا (۴۰/۱)۔

(۷۱) ایضا (۹۸/۴، ۹۹)۔

(۷۲) معالم السنن (۲۸۲/۲)۔

(۷۳) ایضا (۱۸۰/۳)۔

(۷۴) ایضا (۴۰/۱)۔

(۷۵) ایضا (۳۰۳/۴)۔

(۷۶) ایضا (۹۶/۱)۔

(۷۷) ایضا (۱۴۶/۱)۔

(۷۸) ایضا (۱۴۷)۔

(۷۹) ایضا (۱۷۳/۳)۔

(۸۰) ایضا (۶/۱، ۴۲، ۶۰، ۸۰، ۹۵...)۔

(۸۱) ایضا (۲۷۹/۱)۔

(۸۲) ایضا (۱۰/۲)۔

(۸۳) ایضا (۶/۱)۔

(۸۴) ایضا (۱۴۹/۳)۔

(۸۵) ایضا (۴۷/۱)۔

(۸۶) ایضا (۶/۱)۔

(۸۷) ایضا (۱۹۲/۱)۔

(۸۸) ایضا (۱۴۱/۲)۔

(۸۹) ایضا (۳/۴)۔

(۹۰) ایضا (۲۳۳/۴)۔

(۹۱) ایضا (۱۱۰/۱)۔